⊙ ڈاکٹر بسمینہ سراج
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی، پشاور
⊙⊙ ڈاکٹر محمد رفیق الاسلام
صدر شعبہ اردو، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، بہاول نگر کیمپس

زبیدہ ذوالفقار کی شاعری میں عصری مسائل کی عکاسی

Abstract:

Zubaida Zulfiqar is a unique poetess of Khyber Pakhtunkhwa.She has done little but valuable work and created a unique way of her own. She has a certain sobriety in her poetry which is very heart touching. She has studied the political and economic affairs of the province in detail and reflected current issues and problems through her poetry. Instead of being dishearten, she never loses hope and identifies all problems through her positive approach.

Keywords:

Zubaida Zulfiqar Khyber Pakhtoonkha Poetry Socio-Political

زبیدہ ذوالفقار خیبر پختونخواہ کے علمی اور ادبی حلقوں میں ایک احترام اور وقار کی علامت ہیں۔انہوں نے بہت کم لیکن معیاری شاعری کی ہے جس کی وجہ سے ان کو اپنی ہم عصر شاعرات میں ایک اہم نمایاں مقام حاصل ہے۔سیاسی اور معاشی مسائل، غربت، بیروزگاری اور دہشت گردی پر ان کی گہری نظر ہے۔وہ ان حالات پر پریشان ہونے کے بجائے ان کے حل تلاش کرنے کے لئے سوچتی ہیں۔ وہ جون ۱۹۵۴ء کو نوشہرہ میں پیدا ہوئیں ان کے ننھیال و ددھیال کا تعلق شنکیاری ہزارہ سے ہے۔ان کے والد کا نام عبدالرحمٰن تھا جو واپڈا کے محکمے میں ایک اہم عہدے پر تعینات تھے۔زبیدہ کی پیدائش کے ایک ماہ بعد ان کے والد کا تبادلہ پشاور ہوا جس کی وجہ سے زبیدہ کی تمام عمر پشاور میں گزری۔انہوں نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ گرلز مڈل سکول نشتر آباد سے اور لیڈی گرفتھ ہائی سکول سے ۱۹۶۸ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔فرنٹیر کالج سے ایف۔اے اور پشاور یونیورسٹی سے بی۔اے اور ایم۔اے کی ڈگری امتیازی حیثیت سے حاصل کی۔۱۹۸۲ء میں بطور لیکچرار ان کا تقرر پشاور یونیورسٹی کے شعبہ اُردو میں ہوا۔۱۹۸۶ء میں ان کا تبادلہ ہوم اکنامکس کالج پشاور میں ہوا۔۲۰۰۷ء

میں واپس ان کا تبادلہ شعبۂ اُردو میں ہوا جہاں سے ۲۰۱۴ء میں وہ ریٹائر ہوئیں۔ زبیدہ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ شاعری بھی کرتی ہیں اب تک ان کے دو شعری مجموعے شایع ہو چکے ہیں۔ان کا پہلا شعری مجموعہ 'دھیرے سے اِک کرن اُتر آئی' ۲۰۰۹ء میں شایع ہوا۔'خاموشی بات کرتی ہے' ان کا دوسرا شعری مجموعہ ہے جو ۲۰۱۷ء میں شایع ہوا۔اپنی شاعری کے آغاز کے بارے میں وہ کہتی ہیں کہ:

''زندگی کی دھوپ چھاؤں میں جب بھی کوئی لمحہ نشاط یا یاس آیا۔۔۔جب کسی واقعے نے اداس کیا جب کبھی کسی اپنے کی محرومی نے اشکبار کیا تو لفظ میرا سہارا بنے اور خوشی، غمی، یاس، امید اور ناامیدی نے شعر کا روپ دھار لیا۔یوں تو میں لڑکپن سے ہی الفاظ کی مالا بُن کر اشعار کو تسکین قلب بناتی رہی ہوں لیکن کبھی اپنے آپ کو اس فن میں طاق نہیں سمجھا بس خود کلامی کرتے ہوئے کچھ بے ربط سے خیال شعر کے قالب میں ڈھل جاتے ہیں۔''(۱)

فن یا آرٹ ایک ایسا فطری عمل ہے جو انسان کے وجدان وشعور کو بیک وقت متاثر کرتا ہے اور اپنے جمالیاتی اثر سے زندگی کی قدروں کو رنگین بناتا ہے۔ انسان غمِ روزگار کی تلخیوں میں مٹھاس محسوس کرتے ہوئے حقائقِ حیات کی جستجو وتلاش کو اپنا ایک دلچسپ مشغلہ تصور کرنے لگتا ہے اور یہی آرٹ کا بنیادی مقصد ہے۔زبیدہ ذوالفقار کی شاعری جذبے کی صداقت اور حسیاتی تجربے کی تازگی لیے ہوئے ہے۔انہوں نے شاعری کے کھٹن راستوں پر چل کر جس سخن کو حاصل کیا ہے وہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں ہر رنگ اور ہر جذبہ ملتا ہے۔ان کی شاعری میں غزل کے ذاتی تجربے، معاشرتی مشاہدے اور احساس کی گہری کیفیت ملتی ہے۔ان کی شاعری میں دھیما پن اور تیکھا پن دلوں میں اُتر جانے کی تاثیر رکھتے ہیں:

محبت جس کو کہتے ہیں بڑا انمول رشتہ ہے
پہاڑوں پر بھی کرتا ہے اثر آہستہ آہستہ
جنہیں دھیمے سُروں میں بات کرنے کا ہنر آئے
وہ کر لیتے ہیں ہر چوٹی کو سر آہستہ آہستہ (۲)

عام طور پر عورتوں کی شاعری کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا اور ان کی شاعری کو سرقہ یا اساتذہ، شوہر یا پھر دوستوں کی مدد کے طفیل سمجھا جاتا ہے لیکن زبیدہ نے جتنا بھی لکھا حرف حرف ان کے اپنے قلم کی پیداوار اور ان کے زرخیز ذہن کی تخلیق سمجھا جاتا ہے اور سچے احساس کا سرمایہ ہے جو شہرت کے بجائے فن کو ترجیح دیتی ہیں۔زبیدہ کی غزل کا منفرد مزاج اور اس کے موضوعات اپنی ہم عصر شاعرات سے الگ ہیں۔انہوں نے شاعری میں اپنی ایک الگ پہچان بنائی ہے جس کا اُن کے اشعار سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے:

نا خواہش داد پانے کی نا ہی شہرت کمانے کی
یہ بس محسوس کر کے زندگی کے رنگ دکھاتی ہے

یہ کہتی ہے کہ میری شاعری کو وہ سراہیں گے
جنہیں سچ سے محبت ہے جنہیں سچا یہ پاتی ہے (۳)

غزل کا سب سے اہم موضوع جذبات و وارداتِ محبت کا بیان ہے اسی موضوع کے تحت محبت کے غم، مسرتیں، فراق و وصال کی جاں گداز گھڑیاں، دوری، جدائی کا دکھ، حسن کی بے نیازی، عشق کی وارفتگی، انتظار کا کرب، غزل کے فطری موضوعات ہیں لیکن جدید غزل انسان اور انسان سے متعلق تمام موضوعات کو اپنے وسیع و عریض دامن میں سمیٹے نظر آتی ہے۔ آج کی غزل بڑی وسعتوں کی حامل ہے۔ زبیدہ کی شاعری میں انسانی زندگی کے باطنی مسائل اور داخلی کرب اور ذات کے خوابیدہ کرب و ملال کو بہت سنجیدگی اور فنی مہارت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے ان کی شاعری رومانی طرز احساس رکھتے ہوئے زندگی کے دیگر معاملات کو فلسفیانی سطح پر دیکھنے اور پرکھنے کی کوشش ملتی ہے۔ اُن کے ہاں زندگی کی گہرائیوں اور گیرائیوں کو بڑے سلیقے اور مقصدیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

ورق میں بند پھولوں کی مہک آزاد کب ہوگی
قفس میں قید پنچھی کی چہک آزاد کب ہوگی
سسکتی زندگی رو رو کے استفسار کرتی ہے
چمک جگنو کی تتلی کی لہک آزاد کب ہو گی (۴)

زبیدہ کی شاعری میں سماجی شعور ملتا ہے جس میں مسلسل ایک کشمکش جاری ہے۔ انہوں نے اپنے عہد کے سماجی رویوں کو بخوبی سمجھا اور اسے شاعری میں سمو دیا۔ انہوں نے گردو پیش کے جو حالات دیکھے اور محسوس کیے اسے شاعری میں بیان کیا۔ ان کی شاعری میں معاشرتی مسائل کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ سماجی بدنظمی اور رویے ان کی شاعری کے عکاس ہیں لیکن سماج اور خاص طور پر فرد کے متعلق ان کا رویہ محبت آمیز اور مشفقانہ ہے۔ دنیا کے کسی بھی ادب کو اُس وقت تک فطری اور حقیقی ادب کا درجہ نہیں ملتا جب تک وہ اپنے گردوپیش کے ماحول اور سماجی حالات کا آئینہ دار ہو اور اسی طرح اس کا فطری تاثر بھی ہونا چاہیے۔ شعر دیکھیں:

قہقہوں کی گونج میں سسکیوں کی آہٹیں
بیکراں فضاؤں میں در کی سرسراہٹیں
زیب تلخیاں نہ لکھ گیت چھیڑ پیار کا
جس کے میٹھے سوز سے مٹ جائیں یہ کڑواہٹیں (۵)

عصر حاضر کی مختلف شاعرات پروین شاکر کی پیروی کرتے ہوئے نظر آتی ہیں۔ زبیدہ وہ واحد شاعرہ ہے جس نے پروین شاکر کا حصار توڑ کر اپنے لئے الگ راہ نکالی ہے۔ اس کی غزل کا منفرد مزاج اور اس کے موضوعات اپنی ہم عصر شاعرات سے الگ ہیں جس کا اندازہ ان کے اشعار سے بخوبی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجیدان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''معاصر شعراء میں کچھ شعرات نے بھی اپنے اپنے طور پر اپنے اپنے رنگِ خاص سے سرحد کی شاعرانہ فضا کی تشکیل میں حصہ لیا۔ زبیدہ ذوالفقار کا نام اس حوالے سے نسبتاً نیا ہے مگر ان کا کام

کچھ دہائیاں قبل سے تعلق رکھتا ہے۔انھوں نے شاعری کسی خاص نمود اشنا شہرت کے لئے نہیں کی نہ ہی وہ شاعروں کے کسی خاص قبیلے،گروہ یا انجمن سے وابستہ ہوئیں۔انھوں نے شاعری صرف اپنے لیے کی۔اپنی ذات کے اظہار کے لئے،اپنے ذاتی احساسات وتجربات کے بیان کے لئے،وہ اپنے فن کو چھپوانے کی بجائے چھپاتی رہیں اوران کی واردات اور مشاہدات کا اظہاران کی ذاتی بیاض تک محدود رہا‘‘۔(۶)

زبیدہ شاعری میں زندگی کی حقیقتوں کو بے نقاب کرتی ہیں۔جب ہم ان کی شاعری پڑھتے ہیں تو جھوٹ اور سچ کے درمیان فرق واضح نظر آتا ہے۔جب وہ اپنے اردگرد معاشرتی بدحالی اور ظلم وستم دیکھتی ہیں تو وہ خاموش نہیں بیٹھتیں بلکہ اپنی شاعری کے ذریعے ظلم کے خلاف آواز اُٹھاتی ہیں،اس لئے ان کی شاعری میں معاشرتی وسیاسی حالات کی بھرپور عکاسی نظر آتی ہے۔ان کی معاشرتی وسیاسی حالات پر گہری نظر ہے اور سیاسی موضوعات پر بھی لکھتی ہیں۔اور سیاست کے منافقانہ رویوں کی عکاسی اپنے اشعار کے ذریعے کرتی ہیں کہ ہمارے معاشرے میں بڑے بڑے سیاسی لیڈر غریب عوام کو بے وقوف بناتے ہیں اور ہم غریب لوگ ان کے تھوڑے سے میٹھے بول یا وقتی اچھے رویوں کو دیکھ کر خوشی سے پاگل ہو جاتے ہیں۔جب الیکشن کے دن ہوتے ہیں تو یہ غریبوں کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور جب برسرِ اقتدار آ جاتے ہیں تو پھر ان کو غریب عوام بھول جاتے ہیں۔شعر دیکھیں:

ہمارے ملک کی سیاست ہماری فہم سے بالا
جنھیں کرسی ملے اُن کے لئے سب کچھ بہت اعلیٰ
جنھیں کچھ نہ ملے کرتے ہیں پھر سب کچھ تہہ وبالا
بہت خود غرض ہیں جھپتے ہیں اپنے نام کی مالا
عمامہ سر پر رکھ کر ہاتھ میں تسبیح پکڑتے ہیں
وزیری یا وزیری ورد کرتے ہیں (۷)

عصر حاضر کے شاعروں نے شاعری کو روایتی حسن وعشق کے علاوہ زندگی کے مختلف جہتوں کو اس میں سمونے کی کوشش کی ہے۔ان میں زبیدہ کا نام بھی شامل ہے۔وہ جس ماحول میں سانس لے رہی ہیں ان سے پوری طرح باخبر ہیں۔اُن کو معاشرے میں بدامنی کے عذاب،خوف،سکون زیست کی غارت گری،دہشت گردی،لاقانونیت،اقربا پروری اور سیاسی لوٹ مار کا راج نظر آتا ہے تو وہ دوسروں کی طرح خاموشی کی چادر تان لینے کی بجائے اپنی شاعری کے ذریعے ان کے خلاف نہ صرف آواز اُٹھاتی ہیں بلکہ اُن کے خلاف لڑنے اور مقابلہ کرنے کا عزم لئے ہوئے نظر آتی ہیں اس لئے ان کی خاموشی بات کرتی ہے:

اے کاش حکمران کبھی سچ بھی بولتے
خود کو بھی احتساب کے پلڑے میں تولتے

کتنی منافقت ہے یہاں قول و فعل میں
ہر پل رگوں میں جھوٹ کا ہیں زہر گھولتے (۸)

زبیدہ کی شاعری نسائی جذبوں سے بھی بھرپور ہے، ان کی شاعری میں عورت کے حوالے سے لکھی جانے والی نظمیں جیسے بنتِ حوا کے نام، عورت، بیٹی، بیٹی کی خواہش، مہاجر بچی کا سوال، ماں، سنو ہمدم، ماں کی فریاد خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ وہ عورت کے مقام اور حیثیت سے بخوبی واقف ہیں۔ اسی لئے وہ نسوانی جذبوں کی خاموش آواز کو بغیر کسی لگی لپٹی کے سادہ انداز میں پیش کرتی ہیں۔ زبیدہ کی شاعری نسائی جذبوں سے معمور اور عصری صداقتوں سے بھرپور تخلیقی سفر کا نام ہے۔ وہ سادہ مترنم اور عام فہم زبان زد عام بحروں میں لکھتی ہیں۔ ادق موضوعات کو اپنے آسان لفظوں میں قاری تک پہنچاتی ہیں(۹)۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

ہاں کبھی ماں کبھی بیٹی کبھی بیوی بن کر
کتنی دنیاؤں کو آباد کیا یاں میں نے
میری ہر اوج عبارت ہے میرے جھکنے سے
پالیا زیست سے یہ نکتہ پنہاں میں نے (۱۰)

زبیدہ بات کو سیدھے سادھے انداز میں بیان کرتی ہیں اور یہی بات ان کے اشعار میں بھی نظر آتی ہے۔ وہ سادہ، مترنم اور مختصر بحروں میں لکھتی ہیں اور آسان الفاظ کا استعمال کرتی ہیں۔ اُن کی غزل ہو یا نظم ہو اس میں بھرتی کے اشعار نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ ایک شستہ اور رواں اُسلوب ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ وہ معمولی سے معمولی واقعہ کو بھی اس قدر شاعرانہ انداز میں پیش کرنے پر قادر ہیں کہ اُن کے لسانی عبور کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ اُن کی شاعری میں چاشنی اور نغمگی کا احساس موجود ہے اور یہ بات طمانیت بخشتی ہے کہ انہیں بات کرنے کا ڈھنگ بھی آتا ہے۔ انہیں جہاں بھی انسانی مسائل کی چبھن محسوس ہوتی ہے وہ انہیں اپنے اسلوب کے شعر کا حصہ بنا لیتی ہیں۔

شاعر اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ اور وہ وہی چیز قلم بند کرتا ہے جو معاشرے میں ہو رہی ہو۔ زبیدہ ایک حساس شاعرہ ہے وہ وہی کچھ تحریر کرتی ہیں جو ان کے اردگرد ہو رہا ہے۔ شاعر اپنے زمانے کے بے حسی، بے مروتی، بے سمتی اور دیگر تمام منفی اقدار سے اظہار جس شدت سے کرتا ہے وہ اس کے خلوص میں فطری طور سے شامل ہوتا ہے اور اس کے اظہار میں تلخی داخل ہو جاتی ہے۔ آج کا شاعر اسی لئے نسبتاً زیادہ تلخ ہو گیا ہے لیکن زبیدہ کا لہجہ کبھی بھی تلخ نہیں ہوتا اور وہ امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتیں اور یہی امید ان کی شاعری میں ایک مثبت سوچ پیدا کرتی جس کی وجہ سے وہ دوسرے شعراء سے منفرد اور الگ نظر آتی ہیں اور ان کی شاعری حقیقت کے قریب تر نظر آتی ہے اور ان کے اشعار زندگی کی حقیقتوں کو بے نقاب کرتے ہیں۔ جب ہم ان کی شاعری پڑھتے ہیں تو جھوٹ اور سچ کے درمیان فرق واضح نظر آتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ ہمارے دل کی آواز ہے:

یوں تو دکھنے میں ہوں اک کانچ کی گڑیا لیکن
آہنی کوہ سے بھی ٹکراؤں اگر وقت پڑے

نازک اندام ہوں، مہ رو ہوں، پری وش لیکن
تلخی زیست سے لڑ جاؤں اگر وقت پڑے۔
میرے ہر روپ کی بنیاد ہے بے لوث وفا
اپنا ہر عہد نباہ پاؤں اگر وقت پڑے (۱۱)

زبیدہ ذوالفقار نے مختلف اصنافِ سخن جیسے غزل، نظم اور قطعات میں شعر کہے اور ڈٹ کر کہے مگر سچی بات یہ ہے کہ غزل میں ان کے تخلیقی جوہر کچھ اور ہیں اور غزل ہی وہ صنف ہے جو اُن کے شعری مزاج سے ہم آہنگ ہے۔ وہ اپنے طرزِ احساس اور داخلی بصیرت کے ذریعے الفاظ و تراکیب کو ایک نئی اور مستحکم معنویت کا لبادہ عطا کرتی ہیں۔ وہ بڑی سے بڑی اور پیچیدہ بات کو بڑی آسانی، سادگی اور سلیقہ مندی سے کہنے کا ہنر جانتی ہیں۔ روایتی مبالغہ آمیزی اُن کے ہاں نظر نہیں آتی۔ زبیدہ اپنی شاعری میں فنی محاسن سلیقہ مندی سے کہنے کا ہنر جانتی ہیں۔ روایتی مبالغہ آمیزی اُن کے ہاں نظر نہیں آتی۔ زبیدہ کی شاعری میں فنی محاسن بہ کثرت ملتے ہیں۔ زبان و بیان کی سادگی ان کے کلام کا خاصہ ہے۔ وارداتِ قلبی کو روداد اور جذبوں کی سچائی کو تشبیہوں اور استعاروں کی مدد سے خوب صورتی سے وہ اپنے شعروں میں ڈھالتی ہیں۔ ان کے شعروں میں پایا جانے والا لمس بھی خیالات کی پاکیزگی اور بلند نگاہی پر دلالت کرتا ہے۔ انھیں بلاشک وشبہ اپنی ہم عصر اردو شاعرات کی ہر اعتبار سے ہم پلہ سمجھا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ زبیدہ ذوالفقار، دھیرے سے اک کرن اُتر آئی (پشاور، پرنٹ مین پرنٹرز، ۲۰۰۹ء)، ص۵

۲۔ زبیدہ ذوالفقار، خاموشی بات کرتی ہے (پشاور، دی پرنٹ مین اینڈ پبلشرز، ۲۰۱۷ء)، ص۸۴

۳۔ ایضاً، ص۸

۴۔ زبیدہ ذوالفقار، دھیرے سے اک کرن اُتر آئی، ص۹۷

۵۔ زبیدہ ذوالفقار، خاموشی بات کرتی ہے، ص۸۷

۶۔ ریاض مجید، زبیدہ کی شاعری: پرانے جذبوں کی بازیافت، مشمولہ: دھیرے سے اک کرن اُتر آئی، ص۱

۷۔ زبیدہ ذوالفقار، خاموشی بات کرتی ہے، ص۱۴

۸۔ ایضاً، ص۷۰

۹۔ ایضاً، دھیرے سے اک کرن اُتر آئی، ص۳

۱۰۔ ایضاً، ص۷

۱۱۔ ایضاً، ص۴۲